پرانے شہر کی گلیوں، چائے خانوں اور مصوروں کے ساتھ ایک دن

ہمدم سیر گلستان

ہمدم سیر گلستان اپنے سوتیلے والد کے ساتھ پرانے شہر کی تنگ گلیوں میں پیدا ہوئے۔ والد کتاب فروش تھے اور گھر کتابوں سے بھرا ہوا تھا۔ ہمدم نے دس برس کی عمر میں پہلی بار کاغذ پر رنگ بکھیرے اور پھر رکا نہیں۔ آج وہ اندرون شہر کے تین چائے خانوں کی دیواروں پر لگی تصویروں کے خالق ہیں۔ یہ رپورٹ ان گلیوں کا حال ہے جو ہر شام رنگوں سے بھر جاتی ہیں۔

ہمدم سیر گلستان کا گھر پرانے شہر کی اُس گلی میں ہے جہاں رکشا داخل نہیں ہو سکتا۔ دروازے پر پرانی لکڑی کا دروازہ ہے جس پر چاک سے ایک چھوٹا سا پرندہ بنا ہوا ہے۔ اندر داخل ہوں تو سیڑھیاں اوپر کی طرف جاتی ہیں اور ہر سیڑھی پر کتابوں کا ڈھیر ہے۔ ہمدم کے والد کا کتاب خانہ نیچے تھا، اور اوپر کی منزل پر ایک کمرہ تھا جس میں ایزل، رنگ اور کتابیں ساتھ ساتھ رہتی تھیں۔ ہمدم کہتے ہیں کہ انہوں نے پہلی تصویر اپنے والد کی کتاب کے ٹائٹل پر بنائی تھی، جو اب بھی وہیں لگی ہے۔

ہمدم کے والد کا انتقال جب وہ سولہ برس کے تھے تو کتاب خانہ بند ہونے کا خطرہ پیدا ہوا۔ ہمدم نے فیصلہ کیا کہ دکان وہی چلائے گا۔ پہلے دو برس وہ صرف کتابیں بیچتے رہے اور ساتھ ساتھ چائے خانوں کے مالکوں سے پوچھتے رہے کہ کیا وہ دیوار پر تصویر لگوانا چاہیں گے۔ پہلی تصویر ایک بوڑھے ریکشا ڈرائیور کی تھی جو برسوں اسی چائے خانے کے باہر بیٹھتا تھا۔ ہمدم کے مطابق وہ تصویر اب بھی وہیں ہے اور اس کا رنگ وقت نے کچھ ہلکا کر دیا ہے۔

ہمدم کا کام صرف چائے خانوں تک محدود نہیں۔ وہ شادی کارڈ بناتے ہیں، دکانوں کے بورڈ لکھتے ہیں اور کبھی کبھی کسی بزرگ کا چہرہ بھی بنا دیتے ہیں جو برسوں بعد اپنے پوتے کو دکھاتا ہے کہ یہ میرے ابا کی شکل ہے۔ ان کے مطابق یہ کام سب سے زیادہ تسلی دیتا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ بڑے شہر میں لوگ تصویر خریدتے ہیں تو اسے دیوار پر لٹکا دیتے ہیں، اور چائے خانے میں تصویر کو روز چائے کی خوشبو اور باتوں کی آواز ملتی ہے، اس لیے وہ زیادہ زندہ لگتی ہے۔

ہمدم کے ہاں شاگرد آتے ہیں جو زیادہ تر کالج کے لڑکے ہیں۔ ہمدم ہر ہفتے دو شاگردوں کو بلاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ پہلے ایک ہفتہ صرف دیکھو، ہاتھ بعد میں چلاؤ۔ ان کے ایک شاگرد نے بتایا کہ اس نے چائے خانے کی میز، کرسی اور چائے کی پیالی کا خاکہ بنایا تھا اور ہمدم نے کہا کہ پیالی کا خاکہ بنا لو تو چائے پینے کا دل خود بخود ہو جائے گا۔ یہ جملہ اس نے اب تک کئی بار دہرایا ہے۔

ہمدم کے ہاں رنگ بنانے کا کام بھی خود کیا جاتا ہے۔ وہ کچی اینٹوں کے چولھے پر مٹی کے برتن میں رنگ پکاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ بازار کا رنگ تیز ہے مگر روح نہیں رکھتا۔ ان کے مطابق روح وہ رنگ ہے جو دھوپ اور دھواں دونوں سہہ لے۔ ان کی پسندیدہ رنگت ایک ہلکا نیلا ہے جو شام کے وقت چائے خانے کی روشنی میں سب سے اچھا لگتا ہے۔

ہمدم کے ہاں ایک پرانی الماری ہے جس میں پرانی تصویریں رکھی ہیں۔ ان میں ایک تصویر ان کے والد کی ہے اور ایک ان کی اپنی، جو انہوں نے سولہ برس کی عمر میں بنائی تھی۔ وہ کہتے ہیں کہ دونوں کو ساتھ رکھنا اچھا لگتا ہے تاکہ یاد رہے کہ استاد بننے سے پہلے وہ بھی شاگرد تھے۔ یہ بات وہ اکثر اپنے شاگردوں سے کہتے ہیں تاکہ وہ مایوس نہ ہوں۔

ہمدم کے ہاں آنے والے گاہک زیادہ تر شادی والے ہیں۔ دلہن کے کمرے میں لگانے کے لیے وہ دو پرندے بناتے ہیں، اور دولہا کے دفتر کے لیے گھوڑے۔ ان کے مطابق گھوڑا مشکل ہے کیونکہ ٹانگیں ہلتی ہیں، مگر وہ کہتے ہیں کہ جو چیز چلتی ہو اسے رنگ دینا آسان ہے۔ ان کی فیس کم ہے اور وہ کئی بار کہہ چکے ہیں کہ پیسے سے زیادہ یاد رہنا اچھا لگتا ہے۔

ہمدم کے ہاں ایک پرانی سائیکل ہے جو وہ ہر صبح چلاتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ سائیکل پر بیٹھ کر ہی ان کے ذہن میں رنگ ملتے ہیں۔ ان کے مطابق صبح کا وقت سب سے صاف روشنی دیتا ہے اور چائے خانے ابھی خالی ہوتے ہیں۔ وہ دوپہر کو کام روک دیتے ہیں اور شام کو پھر چائے خانوں کا چکر لگاتے ہیں۔ یہ معمول پچیس برس سے چل رہا ہے۔

ہمدم کے ہاں ایک شاگرد ایسا بھی آیا جو کچھ دن بعد غائب ہو گیا۔ ہمدم نے کہا کہ وہ اچھا لڑکا تھا مگر چائے خانے کی میز پر بیٹھ کر چائے پینے لگا تھا، کام نہیں کر رہا تھا۔ ہمدم کا کہنا ہے کہ شاگرد کو پہلے چائے پینی سیکھنی چاہیے، پھر رنگ ملانا سیکھنا چاہیے۔ یہ بات وہ ہر نئے شاگرد سے کہتے ہیں۔ ان کے مطابق صبر کے بغیر ہاتھ چلنے لگے تو نتیجہ اچھا نہیں ہوتا۔

ہمدم کے ہاں آنے والے گاہک میں ایک ریستوران کا مالک بھی ہے جو اپنے دفتر کی دیوار پر ایک بڑی تصویر لگوانا چاہتا ہے۔ ہمدم نے کہا کہ وہ اس کے لیے ایک کشتی بنائیں گے جو دریا پر چل رہی ہو۔ یہ خیال ان کے ہاں نئے کام کی طرح آیا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ اگر کام اچھا نکلا تو باقی دیوار پر وہ دریا بنائیں گے۔ یہ منصوبہ ابھی شروع نہیں ہوا، مگر ہمدم اس کے بارے میں ایسے بات کرتے ہیں جیسے وہ پہلے سے دیکھ رہے ہوں۔

ہمدم کے ہاں ایک چھوٹا سا بورڈ لگا ہے جس پر لکھا ہے: «ہمدم سیر گلستان — چائے خانوں کے لیے تصویر، شادی کے کارڈ، یاد کے پرندے»۔ نیچے ایک فون نمبر درج ہے۔ ہمدم کہتے ہیں کہ یہ بورڈ انہوں نے خود بنایا تھا اور اس پر کسی سے مشورہ نہیں کیا۔ وہ کہتے ہیں کہ اگر کام آنا ہے تو بورڈ کافی ہے، اور اگر نہیں آنا تو کوئی بورڈ کافی نہیں۔ یہ جملہ بھی وہ اکثر دہراتے ہیں۔

ہمدم کے ہاں آنے والے گاہک میں ایک ریستوران کا مالک بھی ہے جو اپنے دفتر کی دیوار پر ایک بڑی تصویر لگوانا چاہتا ہے۔ ہمدم نے کہا کہ وہ اس کے لیے ایک کشتی بنائیں گے جو دریا پر چل رہی ہو۔ یہ خیال ان کے ہاں نئے کام کی طرح آیا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ اگر کام اچھا نکلا تو باقی دیوار پر وہ دریا بنائیں گے۔ یہ منصوبہ ابھی شروع نہیں ہوا، مگر ہمدم اس کے بارے میں ایسے بات کرتے ہیں جیسے وہ پہلے سے دیکھ رہے ہوں۔

ہمدم سیر گلستان اپنے والد کے ساتھ پرانے شہر کی گلی میں، 1984 میں دکان کے دروازے پر کھڑے ہوئے۔ ہمدم کہتے ہیں کہ اس دن کے بعد انہوں نے کبھی کیمرہ نہیں چھوا۔

□ ہمدم سیر گلستان اپنے والد کے ساتھ

ہمدم سیر گلستان: چائے خانوں کے لیے تصویر بنانے والے

ہمدم سیر گلستان کا تعارف

ہمدم سیر گلستان کا اصل نام ہمدم الدین ہے۔ وہ پرانے شہر کی تنگ گلیوں میں پیدا ہوئے اور اپنی زندگی کا بڑا حصہ وہیں گزارا۔ ان کے والد کتاب فروش تھے اور گھر کتابوں سے بھرا ہوا تھا۔ ہمدم نے دس برس کی عمر میں پہلی بار کاغذ پر رنگ بکھیرے اور پھر رکا نہیں۔ آج وہ اندرون شہر کے تین چائے خانوں کی دیواروں پر لگی تصویروں کے خالق ہیں۔ یہ رپورٹ ان گلیوں کا حال ہے جو ہر شام رنگوں سے بھر جاتی ہیں۔

ہمدم سیر گلستان کا گھر پرانے شہر کی اُس گلی میں ہے جہاں رکشا داخل نہیں ہو سکتا۔ دروازے پر پرانی لکڑی کا دروازہ ہے جس پر چاک سے ایک چھوٹا سا پرندہ بنا ہوا ہے۔ اندر داخل ہوں تو سیڑھیاں اوپر کی طرف جاتی ہیں اور ہر سیڑھی پر کتابوں کا ڈھیر ہے۔ ہمدم کے والد کا کتاب خانہ نیچے تھا، اور اوپر کی منزل پر ایک کمرہ تھا جس میں ایزل، رنگ اور کتابیں ساتھ ساتھ رہتی تھیں۔ ہمدم کہتے ہیں کہ انہوں نے پہلی تصویر اپنے والد کی کتاب کے ٹائٹل پر بنائی تھی، جو اب بھی وہیں لگی ہے۔

ہمدم کے والد کا انتقال جب وہ سولہ برس کے تھے تو کتاب خانہ بند ہونے کا خطرہ پیدا ہوا۔ ہمدم نے فیصلہ کیا کہ دکان وہی چلائے گا۔ پہلے دو برس وہ صرف کتابیں بیچتے رہے اور ساتھ ساتھ چائے خانوں کے مالکوں سے پوچھتے رہے کہ کیا وہ دیوار پر تصویر لگوانا چاہیں گے۔ پہلی تصویر ایک بوڑھے ریکشا ڈرائیور کی تھی جو برسوں اسی چائے خانے کے باہر بیٹھتا تھا۔ ہمدم کے مطابق وہ تصویر اب بھی وہیں ہے اور اس کا رنگ وقت نے کچھ ہلکا کر دیا ہے۔

ہمدم کا کام صرف چائے خانوں تک محدود نہیں۔ وہ شادی کارڈ بناتے ہیں، دکانوں کے بورڈ لکھتے ہیں اور کبھی کبھی کسی بزرگ کا چہرہ بھی بنا دیتے ہیں جو برسوں بعد اپنے پوتے کو دکھاتا ہے کہ یہ میرے ابا کی شکل ہے۔ ان کے مطابق یہ کام سب سے زیادہ تسلی دیتا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ بڑے شہر میں لوگ تصویر خریدتے ہیں تو اسے دیوار پر لٹکا دیتے ہیں، اور چائے خانے میں تصویر کو روز چائے کی خوشبو اور باتوں کی آواز ملتی ہے، اس لیے وہ زیادہ زندہ لگتی ہے۔

ہمدم کے ہاں شاگرد آتے ہیں جو زیادہ تر کالج کے لڑکے ہیں۔ ہمدم ہر ہفتے دو شاگردوں کو بلاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ پہلے ایک ہفتہ صرف دیکھو، ہاتھ بعد میں چلاؤ۔ ان کے ایک شاگرد نے بتایا کہ اس نے چائے خانے کی میز، کرسی اور چائے کی پیالی کا خاکہ بنایا تھا اور ہمدم نے کہا کہ پیالی کا خاکہ بنا لو تو چائے پینے کا دل خود بخود ہو جائے گا۔ یہ جملہ اس نے اب تک کئی بار دہرایا ہے۔

ہمدم کے ہاں رنگ بنانے کا کام بھی خود کیا جاتا ہے۔ وہ کچی اینٹوں کے چولھے پر مٹی کے برتن میں رنگ پکاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ بازار کا رنگ تیز ہے مگر روح نہیں رکھتا۔ ان کے مطابق روح وہ رنگ ہے جو دھوپ اور دھواں دونوں سہہ لے۔ ان کی پسندیدہ رنگت ایک ہلکا نیلا ہے جو شام کے وقت چائے خانے کی روشنی میں سب سے اچھا لگتا ہے۔

ہمدم کے ہاں ایک پرانی الماری ہے جس میں پرانی تصویریں رکھی ہیں۔ ان میں ایک تصویر ان کے والد کی ہے اور ایک ان کی اپنی، جو انہوں نے سولہ برس کی عمر میں بنائی تھی۔ وہ کہتے ہیں کہ دونوں کو ساتھ رکھنا اچھا لگتا ہے تاکہ یاد رہے کہ استاد بننے سے پہلے وہ بھی شاگرد تھے۔ یہ بات وہ اکثر اپنے شاگردوں سے کہتے ہیں تاکہ وہ مایوس نہ ہو